

خطبہ (۲۳۲)

رسول ﷺ کو غسل و کفن دیتے وقت

فرمایا:

یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ کے رحلت فرماجانے سے نبوت، خدائی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ قطع ہو گیا جو کسی اور (نبی) کے انتقال سے قطع نہیں ہوا تھا۔ آپ نے (اس مصیبت میں اپنے اہل بیت ﷺ کو) مخصوص کیا، یہاں تک کہ آپ نے دوسروں کے غمتوں سے تسلی دیدی اور (اس غم کو) عام بھی کر دیا کہ سب لوگ آپ کے (سوگ میں) برابر کے شریک ہیں۔ اگر آپ نے صبر کا حکم اور نالہ و فریاد سے روکا نہ ہوتا تو ہم آپ کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کر دیتے اور یہ دردمنت پذیر درماں نہ ہوتا اور یہم وحزن ساتھ نہ چھوڑتا، (پھر بھی یہ) گریہ و بکا اور اندوہ وحزن آپ کی مصیبت کے مقابلہ میں کم ہوتا۔ لیکن موت ایسی چیز ہے کہ جس کا پلٹانا اختیار میں نہیں ہے اور نہ اس کا دور کرنا بس میں ہے۔ میرے ماں باپ آپ پر شار ہوں! ہمیں بھی اپنے پروردگار کے پاس یاد کیجئے گا اور ہمارا خیال رکھئے گا۔

--☆☆--

خطبہ (۲۳۳)

اس میں پیغمبر ﷺ کی بھرت کے بعد اپنی کیفیت اور پھر ان تک پہنچنے تک کی حالت کا تذکرہ کیا ہے۔

میں رسول ﷺ کے راستہ پر روانہ ہوا اور آپ کے ذکر کے خطوط پر قدم رکھتا ہوا مقامِ عرج تک پہنچ گیا۔ (سید رضیٰ کہتے ہیں کہ یہ لکھوا ایک طویل کلام کا جزو ہے۔)

اور «فَأَطْلَأْتُ ذُكْرَهُ» ایسا کلام ہے جس میں ممکنہ درجہ کا اختصار اور فضاحت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ابتدائے سفر سے

(۲۳۲) وَمِنْ كَلَامَ اللَّهِ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

قَالَهُ وَ هُوَ يَلِي عُشْلَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الْمَلَامُ تَجْهِيْزَةً:

بِأَنِّي أَنْتَ وَ أُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ اِنْقَطَعَ بِمَوْتِكَ مَا لَمْ يَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَيْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَ الْأَنْبَاءِ وَ أَخْبَارِ السَّمَاءِ، خَصَّصْتَ حَتَّى صِرَّتْ مُسَلِّيْاً عَمَّنْ سِوَاكَ، وَ عَمَّتْ حَتَّى صَارَ النَّاسُ فِيهِكَ سَوَاءً، وَ لَوْلَا أَنَّكَ أَمْرَتَ بِالصَّابِرِ، وَ نَهَيْتَ عَنِ الْجَرِيِّ، لَا نَفَدَنَا عَلَيْكَ مَاءَ الشُّوَوْنَ، وَ لَكَانَ الدَّاءُ مُمَاطِلًا، وَ الْكَمْدُ مُحَالِّفًا، وَ قَلَّا لَكَ! وَ لِكِنَّهُ مَا لَا يُمْلِكُ رَدْدَهُ، وَ لَا يُسْتَطَاعُ دَفْعَهُ، بِأَنِّي أَنْتَ وَ أُمِّي! اذْكُرْنَا عِنْدَ رِبِّكَ، وَ اجْعَلْنَا مِنْ بَأْلِكَ!

-----☆☆-----

(۲۳۳) وَمِنْ كَلَامَ اللَّهِ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

إِقْتَضَ فِيهِ ذُكْرَ مَا كَانَ مِنْهُ بَعْدَ هَجْرَةِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الْمَسْكَنُ ثُمَّ لَحَافَةُ بِهِ.

فَجَعَلْتُ أَثْيَعَ مَا خَذَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الْمَلَامُ فَأَطْلَأْتُ ذُكْرَهُ، حَتَّى اِنْتَهَيْتَ إِلَى الْعَرْجِ. (فِي كَلَامِ طَوِيلٍ).

قَوْلُهُ عَلَيْهِ الْمَسْكَنُ: «فَأَطْلَأْتُ ذُكْرَهُ»، مِنَ الْكَلَامِ الَّذِي رُوِيَ بِهِ إِلَى غَايَتِي الْأَبْيَاجِ وَ الْفَصَاخَةِ.

لے کر یہاں تک کہ میں اس مقام عرج تک پہنچا برادر آپ کی اطلاعات مجھے پہنچ رہی تھیں۔ آپ نے اس مطلب کو اس عجیب و غریب کنایہ میں ادا کیا ہے۔

--☆☆--

أَرَادَ أَنِّي كُنْتُ أُغْطِلُ خَبَرَةً مِنْ بَدْءِ
خُرُوجِي إِلَى أَنِّي اشْتَهَيْتُ إِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ.
فَكَلَّتِي عَنْ ذَلِكَ بِمَذْوِهِ الْكَنَائِيَّةِ الْعَجِيبَةِ.

۱۔ پیغمبر اسلام ﷺ بعثت کے بعد تیرہ برس تک مکہ میں رہے۔ یہ عرصہ آپ کی انتہائی مظلومیت و بے سروسامانی کا تھا۔ کفار قریش نے آپ پر وسائل معیشت کے تمام دروازے بند کر دئے تھے اور ایسا انسانی کا کوئی دیققہ اٹھانا رکھا تھا، یہاں تک کہ آپ کی جان کے شمن ہو کر اس فکر میں لگ گئے کہ کسی طرح آپ کا کام تمام کر دیا جائے۔ چنانچہ ان کے چالیس سر کردہ افراد ادار الندوہ میں صلاح و مشورہ کیلئے جمع ہوتے اور یہ فیصلہ کیا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک فرد منتخب کر لیا جائے اور وہ مل کر آپ پر حملہ کریں۔ اس طرح بنی ہاشم یہ حراثت نہ کر سکیں گے کہ تمام قبائل کا مقابلہ کریں اور یہ معاملہ خون بہا پڑل جائے گا۔ اس قرار داد کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ربع الاول کی شب اول کو یہ لوگ پیغمبر ﷺ کے گھر کے قریب گھات لا کر بیٹھ گئے کہ جب حضرت بُشْر پر استراحت فرمائیں تو ان پر حملہ کر دیا جائے۔

ادھر قتل کی تیاری مکمل ہو چکی تھی، ادھر قدرت نے کفار قریش کی تمام سازشوں سے آپ کو آگاہ کر دیا اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنے بستر پر سلاکر مدینہ کی طرف بھرت کر جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ پیغمبر ﷺ نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بلا کر آن سے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور فرمایا کہ: اے علی! تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے کہا کہ: یا رسول اللہ! کیا میرے سو جانے سے آپ کی جان بچ جائے گی؟ فرمایا کہ: ہاں!۔ یہ سن کر امیر المؤمنین علیہ السلام سجدہ شکر بجا لاتے اور سر و تن کی بازی لا کر رسول ﷺ کے بستر پر لیٹ گئے اور پیغمبر ﷺ مکان کے عقبی دروازے سے بھل گئے۔ کفار قریش جھانک کر دیکھ رہے تھے اور حملہ کیلئے پرتوں رہے تھے کہ ابوالہب نے کہا کہ رات کے وقت حملہ کرنا مناسب نہیں، کیونکہ گھر میں عورتیں بچے ہیں جب صبح ہو تو حملہ کر دینا اور رات بھر ان پر کڑی نگرانی رکھو کہ ادھر ادھرنہ ہونے پائیں۔ چنانچہ رات بھر وہ بستر پر نظریں جما تے رہے اور جب پوچھی تو دے پاؤں آگے بڑھے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے آن کے قدموں کی چاپ سن کر چادرالٹ دی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ قریش آٹھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے کہ یہ نظروں کا پھیرہ ہے یا حقیقت ہے، مگر جب یقین ہو گیا کہ یہ علی علیہ السلام میں تو پوچھا کہ: محمد ﷺ کہاں میں؟ فرمایا کہ: کیا مجھے پر در گئے تھے جو مجھ سے پوچھتے ہو؟ اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ تعاقب میں آدمی دوڑاے مگر غار ثور تک نشان قدم ملتا رہا اور اس کے بعد نہ نشان قدم تھا اور نہ غار میں بچپنے کے کچھ آثار تھے۔ جیران و سراسیمہ ہو کر پلٹ آئے اور پیغمبر ﷺ تین دن غار پر میں گزار کر مدینہ کی طرف چل دیئے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے یہ تین دن مکہ میں گزارے، لوگوں کی امامتیں آن کے حوالے کیں اور پھر پیغمبر ﷺ کی جھجو میں مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مقام عرج تک جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بستی ہے پیغمبر ﷺ کا پتہ انہیں چلتا رہا اور آن کی تلاش میں قدم شوق اختار رہا، یہاں تک کہ بارہ ربع الاول کو مقام قبا میں پیغمبر ﷺ سے جاملے اور پھر انہی کے ہمراہ مدینہ میں داخل ہوئے۔

☆☆☆☆☆